شذرات

سیالکوٹ پنجاب کی سرزمین ہمیشہ سے مردم خیز خطہ رہا ہے۔ ماضی قدیم میں علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، مولانا عبداللہ لبیب، مولانا ابوالحسن اور مولانا قل احمد جیسی افاضل روزگار ہستیاں سیالکوٹ سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ علمی دنیا کو معلوم ہے کہ برصغیر کے علماء کی کتابیں مصر اور استنبول میں سب سے پہلے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کی چھپی تھیں، جن پر ان ملکوں کے فضلاء نے حواشی بھی چڑھائے اور ان کتابوں کی ممالک اسلامیہ میں بڑی قدر ہوئی۔

علمائے سیالکوٹ میں مولانا قل احمد جو کہ علامہ عبدالحکیم کے پڑپوتے لگتے ہیں، انھیں وادیٔ سندھ سے بڑا علمی تعلق رہا ہے۔ لاڑکانہ سندھ کے قریب ایک گاؤں "آریجا" کے نام سے اب بھی موجود ہے، اس گاؤں کے مخدوم محمد آریجہ سندھی نے براہِ راست مولانا قل احمد سیالکوٹی سے فیض حاصل کیا اور ان سے سید عاقل شاہ ہالانی نے اور عاقل شاہ سے مولانا عبدالحلیم کنڈوی نے فیض حاصل کیا، جس سے شمالی سندھ کے دو بڑے درس گاہ ہمایوں سندھ اور شہدادکوٹ سندھ پیدا ہوئے۔ پہلی درس گاہ کے مؤسس خلیفہ محمد یعقوب صاحب اور دوسری درس گاہ کے مؤسس مولانا نور محمد تھے، پھر پورے سندھ میں ان کا علمی فیضان عام ہوگیا۔ "تلویح" اور "خیالی" پڑھانے کے لیے اس حلقے کے علماء اپنے دروازوں پر جھنڈا گاڑتے تھے اور یہ ان کتابوں میں ان کے تبحر کی علامت تھی۔ معقول اور فلسفے میں میری سند صرف دو واسطوں سے مولانا فضل حق خیرآبادی سے ملتی ہے، باقی تحصیل سیالکوٹی میں میرے اساتذہ بھی اوپر کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ حسن اتفاق یہ ہے کہ علامہ عبدالحکیم کے علم حدیث کا سلسلہ شیخ عبدالحق

محدث دہلویؒ کی وساطت سے سندھ کے محدثین سے جاملتا ہے، اس طرح یہ علمی تعلق بہت پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔

یہ تو تھیں پرانے دور کی باتیں، ہمارے دور میں بھی اسی سیالکوٹ سے دو نابغہ روزگار ہستیاں، استاذ محترم مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور ڈاکٹر محمد اقبال، پیدا ہوئے، جن کی شہرت بھی اکناف عالم میں پہنچ گئی۔ مولانا عبیداللہ صاحب نے اپنے اسلام کا اعلان سندھ میں کیا تھا اور سندھ میں ہی سکونت اختیار کی، اس وجہ سے سندھی کہلانے لگے، ورنہ اصل میں ان کا منشا اور مولد بھی ضلع سیالکوٹ تھا۔ مولانا مرحوم کی ساری زندگی سراپا انقلاب تھی، اس لیے آپ نے امام انقلاب کے لقب سے شہرت پائی۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم کا صدسالہ جشن منایا جارہا ہے، بے شک وہ اس لائق ہیں کہ ان کی یاد تازہ رکھی جائے، کیونکہ انھوں نے نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کو غلامی کے خلاف اپنے اشعار سے جگانے کی کوشش کی بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا چاہا اور فرمانے لگے ؎

شرق و غرب آزاد ما نخچیر غیر ۔۔۔ خشت ما سرمایہ تعمیر غیر
زندگانی بر مراد دیگران ۔۔۔ جاودان مرگ است نے خواب گران

اُن کے اشعار کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے اپنی خودی اور استقلال کو محسوس کیا اور ہر جگہ آزادی کی تحریکیں شروع ہوگئیں، برصغیر میں مسلمان انتشار کا شکار تھے، ان کے سامنے کوئی واضح راستہ متعین نہ تھا، اقبال نے ان کو واضح راہ بتلائی، جس پر وہ چل پڑے اور اس کے نتیجے میں انھوں نے آزادی حاصل کی۔ ایک مفکر شاعر کا اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ وہ اپنی جادو بیانی سے قوم کو صحیح راہ کی نشان دہی کرے، آگے اس کے لیے قربانیاں دینا اور قید و بند، دار و رسن کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا، یہ دوسرے لوگوں کا کام ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی شاعری کو گل و بلبل کی داستانوں سے ہٹا کر انسانیت کی فلاح اور مسلمانوں کو سائنسی دور کی برکات سے استفادہ کرنے پر اُبھارنے پر موڑ دیا۔ یہ ان کا بہت بڑا کمال اور کارنامہ ہے۔ آپ کا سرمایہ داری اور عیش پرستی کے خلاف نعرہ مستانہ بھی بالکل

وقت کی پکار تھی، اس نے عوام کے شعور اور خودی کو جلا بخشی۔

کئی سال ہوئے ایک مرتبہ ہم نے سندھ مسلم کالج کراچی میں استاذ محترم مولانا عبیداللہ سندھی کی یاد میں ایک بڑی مناتی جس کی صدارت تو سندھ کے مشہور صحافی اور دانشور سید علی محمد شاہ نے کی اور مہمان خصوصی مولانا عبدالمجید سالک نے تقریر فرمائی۔ لکھے پڑھے اور دانشور لوگوں کا بڑا اجتماع تھا۔ سالک مرحوم نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مولانا غلام رسول مہر ماضی قدیم میں فریضہ حج ادا کرنے گئے تھے، مکہ مکرمہ میں ان کی ملاقات علامہ عبیداللہ صاحب سندھی سے ہوئی، علامہ سندھی مرحوم نے اپنے پروگرام کی ایک کاپی مہر صاحب کو دی۔ مولانا نے یہ پروگرام استنبول میں بنایا تھا اور استنبول میں ہی انگریزی اور اردو ٹائپ میں چھپا تھا، جس کی خاص بات یہ تھی کہ ہندوستان کو مختلف اقوام کا ملک بتایا گیا تھا اور جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، ان کے خصوصی حقوق اور اگر چاہیں تو الگ ہو جائیں کا ذکر تھا۔ مولانا غلام رسول مہر صاحب جب واپس ہوئے تو ڈاکٹر صاحب سے اس کا ذکر کیا اور وہ کاپی ان کو دے دی، ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس پروگرام کو سراہا۔ اسی اثنا میں ڈاکٹر صاحب کو الہ آباد میں یونیٹی کانفرنس کی صدارت کے لیے جانا تھا اور ڈاکٹر صاحب نے وہاں جو خطبہ دیا، اس میں سیالکوٹ کے دوسرے عظیم انقلابی اور مفکر علامہ عبیداللہ سندھی کے پروگرام کی بعض اہم باتوں کا بھی ذکر کیا، مولانا جب کہ حکومت کے باغی تصور کیے جاتے تھے، اس لیے ان کا نام نہ لیا۔ اس تقریر کو مبارک ساغر کے اخبار سوشلسٹ کے سوا کسی دوسرے جریدے نے نہیں چھاپا۔ سوشلسٹ اخبار کا پرانا فائل آج بھی اس کے لیے شاہد ہے۔

بہرحال سیالکوٹ کے یہ دونوں اکابر برصغیر کے بڑے زعماء میں تھے، جن کی بدولت وطن آزاد ہوا اور مسلمانوں کی بہت بڑی حکومت وجود میں آگئی۔